صاف طور پر بیان کرنا شروع کر دے، تو اس کی ملازمت فوراً ختم کر دی جائے گی، ایسے نتائج کو سمجھتے ہوئے بیشتر اساتذہ کسی نہ کسی سمجھوتے کی راہ نکال کر تشدد اور ناجائز فائدہ اٹھانے کے موجودہ طریقوں کو قائم رکھنے کے معاون بن جاتے ہیں۔

صداقت اور حقیقت کی دریافت کے لیے ہم کو یقیناً تنازعات سے آزاد رہنا ہوگا اور باطنی خلفشار اور اپنے ہمسایوں سے پیکار قائم رکھنے سے نجات حاصل کرنی ہوگی! جب خود ہم میں کسی قسم کی اندرونی کشمکش نہ رہے گی تو پھر بیرونی تعلقات میں بھی کوئی خلش نہ ہوگی۔ دراصل ہمارے باطنی خلفشار اور اضطراب کا بیرونی اظہار دنیا کے شر و فساد میں ہوتا ہے۔ جنگ تو ہماری روزمرہ کی نجی زندگی کی ایک خوں آلودہ نمائش اور روپ ہے۔ فی الحقیقت ہم اپنی روزمرہ کی زندگی سے ہی لڑائی کو تحریک دیتے ہیں۔ پس جب تک ہماری کایا پلٹ نہ ہوگی اس وقت تک دوسروں سے وطن، قومیت یا نسل کے نام پر دست بہ گریباں رہنا لازمی ہے۔ نظریات اور معیار کی تکرار میں ہم بچوں کی طرح لڑتے رہیں گے فوجی سپاہیوں کی بھرتی جاری رکھیں گے، قومی جھنڈے کی سلامی پر ناز کیا کریں گے اور اُن تمام وحشیانہ حرکات و افعال کے مرتکب ہوتے رہیں گے جن سے باقاعدہ اور منظم قتل و خوں ریزی ہوا کرے گی۔

ساری دنیا میں تعلیم ناکامیاب ثابت ہو رہی ہے۔ اس سے بربادی

اور مصائب کا پلہ روز بروز جھکتا جا رہا ہے۔ چونکہ حکومتوں کو اچھے سپاہیوں اور ہوشیار صنعت گروں کی ضرورت رہا کرتی ہے، اس لیے نوجوانوں کو ویسی ہی تربیت دی جاتی ہے اور تعصب کی زیادتی پیدا کی جاتی ہے اور پابندیِ آئین کے شدائد جبراً مسلط کیے جاتے ہیں۔ ان سب امور کا لحاظ کرتے ہوئے اس بات کی تحقیقات لاحق ہو جاتی ہے کہ آخر ہستی کا کیا مقصود ہے۔ اس کی کیا اہمیت ہے اور مآل زندگی کیا ہونا چاہیے؟ ہمیں نئے ماحول کے قائم کرنے کے لیے مناسب اور نیک ذرائع تلاش کرنا پڑیں گے۔ کیونکہ ماحول کے اثر سے بچہ یا تو وحشی یا ہمدرد اور بے حس ماہر یا اس کے برعکس ایک باحس اور دانشمند انسان بن سکتا ہے۔ ہمیں ساری دنیا کے لیے بالکل نئے انداز کی ایسی مرکزی گورنمنٹ قائم کرنی ہوگی، جس کی بنیاد نہ تو قومیت نہ نظریات اور نہ جبر و زورِ بازو پر ہو۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک دوسرے سے مناسب تعلقات کی ذمہ داری کا شعور پیدا ہونا چاہیے۔ لیکن اس ذمہ داری کو سمجھنے کے لیے فقط معلومات کا ذخیرہ اور دماغی علم کافی نہیں بلکہ قلب میں انس و محبت کا جوہر ہونا لازمی ہے۔ جتنی ہی پر خلوص محبت ہوگی اُتنا ہی گہرا اثر سوسائٹی پر پڑے گا، لیکن ہمارے پاس تو صرف دماغ ہی رہ گیا ہے اور قلب ندارد ہے۔ ہم محض دماغی ترقی کی دھن میں لگے رہتے ہیں اور مسکین طبعی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم کو اپنے بچوں سے سچی محبت ہوتی تو ہم انھیں لڑائیوں میں قربان نہ کرتے بلکہ ان کو اس